(۱) آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"مجرد حدیث پر ایسی کسی چیز کی بنا نہیں رکھی جا سکتی جسے مدارِ کفر و ایمان قرار دیا جائے۔

احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز

حاصل ہوتی ہے تو وہ محض گمانِ صحت ہے، نہ کہ علم الیقین۔"

یہ عقیدہ، جہاں تک بندہ کا خیال ہے، محدثین کے بالکل خلاف ہے۔ کتبِ اصول میں بصراحت موجود ہے کہ جس طرح قرآن مجید مسلمانوں کے لیے قانونی کتاب ہے، اسی طرح حدیث بھی۔ اور جس طرح قرآن مجید کے احکام، چاہے اصولی ہوں، چاہے فروعی، ہمارے لیے حجت ہیں، اسی طرح احادیث بھی حجت ہیں۔ آپ کے طرزِ تحریر سے کسی حد تک حدیث سے بے توجہی معلوم ہوتی ہے۔

(۲) ڈاڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کثیر موجود ہیں جن میں آپ نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ڈاڑھی کو مطلقاً بڑھایا جائے۔ آپ کترنے کی گنجائش نکالنا چاہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ ابن عمرؓ کی روایت کے بموجب ایک مشت تک کٹوا دیں۔ اس سے زیادہ کم کرنے کی گنجائش نکلتی نظر نہیں آتی۔ باقی جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صحابہ و تابعین کے حالات میں ان کی ڈاڑھیوں کی مقدار کا ذکر کہیں شاذ و نادر ہی ملتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ سلف میں یہ مسئلہ اتنی اہمیت نہیں رکھتا تھا جو اب دے دی گئی ہے۔ تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ اصل میں قرونِ ماضیہ میں لوگ اس سنت کے اس قدر پابند تھے کہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج سے چند سال پہلے عام مسلمان ڈاڑھی کو صرف منڈوانے بلکہ کتروانے تک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ پس اس چیز کی وقعت اور قدر لوگوں کے دلوں سے کم نہ کیجیے بلکہ بحال رہنے دیجیے۔

ان دو نوں شکوک پر اپنے خیالات سے آگاہ فرمائیے۔"

جواب:۔ آپ کے شبہات کا جواب بالاختصار دے رہا ہوں۔ غالباً یہ چند سطور اطمینان کے لیے کافی ہوں گی۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو میں بھی قرآن کی طرح حجت مانتا ہوں اور میرے نزدیک جو